OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 3 (July-September 2022)

اسلامی قوانین میں ذبیحہ اور تحفظ نسواں کا مقام و اہمیت
Zabiha and The Feminist Protection in Islamic Law

Kaneez Fatima
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University
Nuzhat Javed
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University
Dr. Muhammad Hassan Imam
Chairman, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University

Abstract
The important role of women in reforming the society and keeping it on the right path cannot be denied. For the betterment of the society, apart from Hazrat Adam, as many Prophets as came, scholars, peacemakers, elders of religion, heads of nations, those who played a significant role in courage and bravery, all of them were born from a respected woman. Their mother's embrace was their first teacher and first school. The credit for all the achievements of the best goes to their first education. Therefore, the Prophet ﷺ has said in view of the importance of women; "The most valuable thing in the world is a good woman, by her goodness the world becomes good." The people of the West and Europe are constantly criticizing the people of Islam that Islam is unable to give women their real importance. Keeping the same thing in mind, the writer raised her pen and the analytical text was brought forward.

Keywords: Reforming the society, Peacemaker, Slaughter Approached.

CC BY

تمہید

مذاہبِ عالم میں تصور ذبیحہ کی گواہی اللہ جل مجدہٗ نے قرآن کریم میں دی ہے،اسی لئے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر فرمائی تاکہ وہ اس بات پر اللہ کا نام یاد کریں کہ اس نے انہیں بے زبان چوپایوں سے رزق دیا۔

ذبح کی تاریخ

ذبح کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی نوعِ انسانی' جانور کو بنیت تقرب ذبح کرنے کی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کی قربانی سے ہی شروع ہو جاتی ہے اور یہ دنیا کا سب سے پہلا ذبیحہ تھا۔ جسے قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے: واتل علیهم نبابنی اٰدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم یتقبل من الاٰخر [1] اور(اے نبی!)انہیں آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر پڑھ کر سناؤ جب دونوں نے ایک' ایک کی قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی طرف سے قبول کرلی گئی اور دوسرے کی طرف سے قبول نہیں کی گئی۔ آیتِ طیبہ سے واضح ہوا کہ ذبیحہ کی ابتداء سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہی ہے اور اس کا تصور تقریباً ہر نبی کی شریعت میں موجود رہا۔ کتبِ تاریخ میں ملتا ہے کہ سیدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مذبح بنایا تھا جس میں وہ جانوروں کو اللہ جل مجدہٗ کی راہ میں قربان کیا کرتے تھے۔ اسرائیلی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے' شریعتِ موسویہ میں بھی قربانی اور ذبیحہ کی ایک خاص اہمیت تھی۔

قرآن کریم کی روشنی میں مذاہبِ عالم میں ذبیحہ کا تصور

مذاہبِ عالم میں تصور ذبیحہ کی گواہی اللہ جل مجدہٗ نے قرآن کریم میں دی ہے' سورۃ حج میں اللہ جل مجدہٗ اس حقیقت کو بیان فرماتا ہے۔ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم الله علیٰ مارزقهم من بهیمة الانعامه فالهکم اله واحد فله اسلموا و بشرالمخبتین۔ [2] اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی تاکہ وہ اس بات پر اللہ کا نام یاد کریں کہ اس نے انہیں بے زبان چوپایوں سے رزق دیا تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔

منسک کا معنیٰ ہے قربانی کا طریقہ

معلوم ہوا سابقہ تمام امتوں کے لئے اللہ جل مجدہٗ نے قربانی کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا اور اس کا مقصد یہ کہ وہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ جل مجدہٗ کا نام لیں۔ تفسیرِ خازن میں ہے۔ جانور ذبح کرتے وقت اللہ جل مجدہٗ کا نام ذکر کرنا شرط ہے اور اللہ جل مجدہٗ نے ہر اُمت کے لئے مقرر فرمادیا تھا کہ وہ اس کے لئے تقرب کے طور پر قربانی کریں اور تمام قربانیوں پر صرف اسی کا نام لیا جائے۔ [3]

دینِ اسلام میں ذبیحہ کا تصور

دینِ اسلام میں ذبیحہ ایک مذہبی شعار کی حیثیت رکھتا ہے جیسے سابقہ امم میں قربانی کو مذہبی عبادت کی حیثیت حاصل رہی اسی طرح دینِ اسلام میں بھی قربانی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فصل لربک وانحر۔ اور نماز پڑھو اور اپنے رب کے لئے قربانی کرو۔ [4] اس کی خاص پہچان اور شان حضرت ابراہیم و اسماعیل علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے ہوئی اور اسی کی یادگار کے طور پر امتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربانی کو واجب قرار دیا گیا۔ حضرت زید بن ارقم

رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قربانی کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا تمہارے والد حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ والصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ عرض کی گئی ہمیں اس سے کتنا ثواب ملے گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُون کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا اُون کے ہر ریشے کے بدلے میں ایک نیکی۔[5] دین اسلام کا امتیازی وصف یہ ہے کہ حلال و حرام معاملات اور اشیائے خور و نوش کو بالتفصیل بیان کر دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے لئے ایسے گوشت کو حلال قرار دیا ہے جسے اسلامی تقاضوں کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اور وہ گوشت بھی ایسے جانور کا ہو جسے کھانا شریعتِ مطہرہ حلال رکھتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ جل مجدہٗ فرماتا ہے: ولاتاکلوا ممالم یذکرا سم االله علیه وانهٗ یفسق [6] اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ بے شک یہ نافرمانی ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: فکلوا مما ذکر اسم االله علیه ان کنتم بایته مومنین۔ [7] اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔ مذکورہ آیت طیبات سے واضح ہوا کہ حلال جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ جل مجدہٗ کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اگر جان بوجھ کر نامِ مبارک ذکر نہیں کیا تو جانور حلال نہیں ہو گا۔ قال ابوحنیفه و مالک و الثوری و جماهیر العلماء: ان ترکها سهوا حلت الذبیحه ، وان ترکها عمداً فلا ۔[8] امام اعظم ابو حنیفہ و مالکؒ ثوری اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ اگر بھول سے بسم اللہ نہ پڑھا تو ذبیحہ حلال ہے اور اگر قصداً نہ پڑھا تو حرام ہے۔

قومِ یہود میں ذبیحہ کا تصور

قوم یہود میں بھی ذبیحہ کا تصور موجود ہے اور اسلام سے قبل یہودیوں نے اپنے لئے خشکی اور تری کے بہت سے جانور حرام کر لئے تھے اور اللہ جل مجدہٗ نے ان کے کفر اور سرکشی کے باعث ایک ناخن والے تمام جانور اور پرندے یعنی جن کے کھر درمیان سے پھٹے ہوئے نہ ہوں جیسے ہنس، شتر مرغ بطخ اونٹ وغیرہ۔ گائے اور بھیڑ کی چربی وغیرہ بھی ان کے لئے حرام کر دی گئی تھی۔ اللہ جل مجدہٗ نے اسے قرآن عظیم میں یوں بیان فرمایا ہے: وعلی الذین هادواحرمنا کل ذی ظفر و من البقروالغنم حرمنا علیهم شحومهما الا ماحملت ظهورهما او لحوایا أوما اختلط بعظم ذلک جزینهم ببغیهم وانا لصدقون ۔[9] اور ہم نے یہودیوں پر ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور ہم نے ان پر گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی سوائے اس چربی کے جو ان کی پیٹھ کے ساتھ یا انتڑیوں سے لگی ہو یا جو چربی ہڈی سے ملی ہوئی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بے شک ہم ضرور سچے ہیں۔ امام قرطبی مذکورہ آیتِ طیبہ کے تحت فرماتے ہیں: یہودیوں پر یہ چیزیں آزمائش اور سزا کے طور پر حرام کی گئی تھیں۔

مشرکینِ مکّہ کے نزدیک قربانی کا تصور

زمانۂ جاہلیت میں عرب میں بعض حلال جانوروں کے گوشت کو حرام اور حرام کردہ جانوروں کے گوشت کو حلال سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح ایسے جانور جنہیں وہ اپنے بتوں کے تقرب اور ان کے شر سے بچنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے ان کا گوشت حرام سمجھتے تھے۔ قرآن کریم میں بھی ان کا ذکر موجود ہے ماجعل االله من بحیرة ولاسائبة ولا وصیلة ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی االله الکذب و اکثرهم لایعقلون۔[10] اللہ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو مقرر نہیں کیا لیکن کافر لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان لگاتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت میں بحیرہ اونٹنی کا ذکر

یوں کیا گیا ہے عن الزہری قال سمعت سعید بن المسیب قال البحیرة التی یصنع درھا للطواغیت ولا یحلبھا أحد من الناس ۔[11] بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جو پانچ بار حاملہ ہو چکی ہو اور اس کا آخری بچہ نر ہو' عربوں کا طریقہ تھا کہ ایسی اونٹنی کے کان چیر دیتے تھے اور اس پر نہ سواری کرتے تھے اور نہ ہی اس سے کام لیتے اور نہ ہی اسے ذبح کرتے تھے اور بغیر کسی روک ٹوک کے وہ کسی بھی چراگاہ سے چر لیتی تھیں۔

وصیلہ

وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس مرتبہ بیاہی جا چکی ہو یا پھر وہ بکری جو چھ مرتبہ بیاہی جا چکی ہو اور جب وہ ساتواں بچہ دیتی ہے تو اس کے کان اور سینگ کاٹ دیتے اور کہتے اور کہتے یہ پہنچی ہوئی ہے لہٰذا اس کو نہ ذبح کرتے اور نہ ہی اسے کسی حوض پر پانی پینے سے روکتے۔

حام

حام سے مراد وہ اونٹنی تھی کہ جس پر کوئی بوجھ وغیرہ نہ لادتے تھے۔[12] اسی طرح ایک اور آیتِ طیبہ میں اللہ جل مجدہٗ نے قومِ یہود کے اس قبیح فعل کی مذمت فرمائی ہے۔قل لا أجد فیما اوحی الی محرما علیٰ طاعم یطعمه ۔ الا ان یکون میتة او دما مسفوحا أولحم خنزیر فانه رجس أوفسقا اہل لغیراللہ بهٖ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور رحیم [13] تم فرماؤ جو میری طرف وحی کی جاتی ہے' اس میں کسی کھانے والے پر میں کوئی کھانا حرام نہیں پاتا مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں میں بہنے والا خون ہو یا سُور کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے یا وہ نافرمانی کا جانور ہو جس کے ذبح میں غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو تو جو مجبور ہو جائے وہ اس حال میں کھائے کہ نہ خواہش سے بڑھ کر کھانے والا ہو اور نہ ضرورت سے بڑھنے والا تو بے شک آپ کا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ آیتِ طیبہ میں اللہ جل مجدہٗ نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: آپ ان جاہل مشرکین سے کہہ دیجئے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اس میں سوائے چار اشیاء کہ اور کچھ بھی حرام نہیں لہٰذا تمہارا دیگر تمام چیزوں کو حرام کہنا باطل ہے۔ احادیثِ طیبہ میں بھی عربوں کے اس قبیح فعل کی مذمت کی گئی ہے۔ قال ابوہریرة قال النبی صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلم : رَأیت عمرو بن عامر بن لحی الخزاعی یجر قصبه فی النار و کان اول من سیب السوائب [14] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے عمر بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ کر چل رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے سائبہ بنانے کی رسم ایجاد کی۔

سائبہ

التی کانوا یسیبونہا لاٰلھته فلا یحمل علیھا شئ،، سائبہ اُس جانور کو کہتے ہیں جسے وہ بُتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اُن پر کوئی بھی نہ بوجھ لادتا تھا اور نہ سواری کرتا تھا۔ اسی طرح تفسیر قرطبی میں علامہ قرطبی زمانۂ جاہلیت کے ذبیحوں کا تصور بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب مُردار' بہنے والے خون' چوٹ لگ کر' اونچائی سے گر کر اور سینگ لگ کر مرنے والے جانوروں کو بھی اپنے لئے حلال سمجھتے تھے۔[15]

نصاریٰ کے ذبیحے

نصرانی ہر قسم کے جانور کا گوشت اپنے لئے حلال سمجھتے تھے خواہ وہ کسی بھی طرح ذبح کیا گیا ہو۔ اور خنزیر کا گوشت بھی حلال سمجھتے تھے حالانکہ وہ شرعاً ان پر حرام تھا۔[16]

بائبل میں ذبح کا تصور

عہد نامہ قدیم میں یہ صراحت ہے کہ جانور کا گلا کاٹ کر خون بہا دیا جائے یہی ذبح ہے اسی طرح بائبل میں جانوروں کے حلال و حرام ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔ لیکن عہد نامہ جدید میں جانوروں کے ذبح کے بارے میں کوئی ہدایت موجود نہیں اور نہ ہی حلت و حرمت کا کوئی ذکر موجود ہے۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ ہمارے مذہب میں تو ساری غذائیں پاک ہیں، ذبح کی کوئی پابندی نہیں بغیر ذبح کے بھی جانور حلال ہے۔ عہد نامۂ قدیم میں ذبح کے سلسلے میں جو ہدایات ہیں وہ یہودیوں کے لئے تھیں اور اسی وقت تک کے لئے تھیں جبکہ عہد نامہ قدیم نے جدید کی تکمیل کی ہے اور قدیم میں ذبح کے بارے میں جو کچھ ہے ان سب کو جدید نے منسوخ کر دیا ہے کیونکہ عہد نامہ جدید میں یہ صراحت ہے کہ کوئی غذا Unclean یعنی ناپاک نہیں ہے۔[17]

غیر الہامی مذاہب میں ذبیحہ کا تصور

غیر الہامی مذاہب میں ذبح کا مقصود مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ ذبح کے بھی مختلف طریقے رائج تھے جن میں مذہب سے زیادہ علاقائی ثقافت کا چلن غالب رہا یہاں تک کہ بعض صورتیں تو نہایت غیر عاقلانہ اور نامعقول بھی تھیں جیسا کہ انسانوں کو قربانی کے طور پر اپنے جھوٹے خداؤں کی بھینٹ چڑھا کر ذبح کر دینا۔ اور بعض لوگ اپنے معصوم بچوں کو خود ساختہ خداؤں کے نام پر قربان کر دیا کرتے تھے۔ دومۃ الجندل کے لوگ ہر سال خاص انداز سے ایک شخص کا انتخاب کرتے اور اپنے خداؤں اور بُتوں کے حضور اسے قربان کر دیتے اور پھر اسے قربان گاہ کے قریب دفن کر دیتے۔ عبد الصبور شاکر اپنے مقالے "مذاہبِ عالم میں قربانی کا تصور" میں مختلف ملکوں اور قوموں کے ہاں قربانی کے تصور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں افریقہ، جنوبی امریکہ، انڈونیشیا اور جرمنی کے بعض قبائل اپنے دیوتاؤں کے غضب سے بچنے، ان کی خوشنودی حاصل کرنے، کسی ناگہانی آفت مثلاً بادشاہ کی موت کے وقت انسانوں کو ذبح کر دیا کرتے تھے اور اپنے دانست میں اسے بہترین قربانی تصور کرتے تھے۔ جس کی تصدیق ان ہڈیوں سے ہوتی جنہیں آثارِ قدیمہ کے ماہرین نے کھدائی کے دوران بر آمد کیا ہے کریٹ کے قلعے سے ملنے والی بچوں کی ہڈیاں بھی اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ انہیں ذبح کیا گیا تھا۔

غیر الہامی مذاہب میں ذبیحہ کا ممنوع ہونا

اسی طرح بعض مذاہب میں اصلاً ذبیحہ کا کوئی تصور موجود نہیں جیسے کہ بدھ مت، ہندو مت کے بعض فرقوں میں کے ہاں ذبح کرنا ممنوع ہے اور قربانی کا بھی کوئی تصور موجود نہیں۔

شرعی طریقے سے جانور ذبح کرنے کے فوائد

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس میں موجود ہر ہر حکم نہایت ہی جامع و ہمہ گیر وسعت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام میں ذبیحہ کا نہایت ہی عمدہ تصور موجود ہے اور جانوروں کی گردن پر تکبیر پڑھ کر چھری چلانے کے حکم پر اگر تحقیق کی جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گردن ہی جانور کے جسم کا وہ واحد حصہ ہے کہ جس پر چھُری چلانے سے حیوان کے جسم کا سارا خون بہہ جاتا ہے اور اس کا گوشت مکمل طور پر تمام زہریلے و فاسد مادوں سے نا صرف پاک ہو جاتا ہے بلکہ صحتِ انسانی کے لئے بھی فقط یہی گوشت بے ضرر اور فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح ذکاۃِ شرعیہ کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جانور کا سر تکبیر

پڑھنے کے بعد مکمل جدا نہیں کیا جاتا بلکہ شہہ رگ تک کاٹا جاتا ہے پھر کاٹنے کا عمل موقوف کر دیا جاتا ہے جب تک اس کا سانس مکمل طور پر نہ نکل جائے اور جسم ٹھنڈا ہو جائے۔ یہ طریقہ آسان ترین اور بہترین طریقۂ ذبح ہے جو شرعی ذبیحہ ہونے والے جانوروں کو اسلام کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ اسی طریقے میں نا صرف موت کی تکلیف سب سے کم ہوتی ہے' بلکہ غیر مسلم محققین کی تحقیقات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شرعی ذبح کی صورت میں جانور کو تکلیف ہوتی ہی نہیں۔

ذکاۃِ شرعی پر ہونے والے اعتراضات اور ان کا جائزہ

اعتراض

بعض لوگوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنا درست عمل نہیں کیونکہ اس سے انہیں اذیت ہوتی ہے اور کسی بھی جاندار کو ایذاء پہنچانا قبیح ترین فعل ہے۔

شرعی جواب

تفسیرِ کبیر میں امام رازی اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں جانور کو ذبح کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور جانور اللہ کی ملک ہیں اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے یہ اس کا حق ہے' اس کو ظلم کہنا صحیح نہیں۔ یہ نظریہ کہ جانور کو ذبح کرنا عقلاً ممنوع ہے' اس فعل سے حیوانات کو اذیت پہنچتی ہے یہ میرے نزدیک باطل ہے۔ کیونکہ بعثت سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گوشت تناول فرماتے تھے اور آپ سے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ مشرکین کا ذبیحہ کھاتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود جانور ذبح فرماتے تھے اور آپ کوئی ایسا فعل نہیں کر سکتے کہ جو عقلاً ممنوع ہو۔ [18] اور دوسرا جواب یہ کہ جانور ذبح کرنے سے غذا حاصل ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی منفعت ہے جو مقصود بالذات ہے اس لئے یہ ایک مباح کام ہے اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا: هوالذی خلق لكم ما فی الارض جميعا ۔ [19] وہی ہے جس نے زمین کی چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے پیدا کیا' اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے اگر جانور کو کچھ اذیت ہوتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح فصد' حجامت اور آپریشن وغیرہ میں بظاہر انسان کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن در حقیقت اسی میں اس کی صحت پوشیدہ ہے۔

سائنسی جواب

اسلامی طریقۂ ذبح پر اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں جانور پر ظلم کیا جاتا ہے اس لئے یہ ایک بے رحمانہ طریقہ ہے۔ لیکن سائنسی تحقیق اس کے خلاف ہے۔ جرمن کی یونیورسٹی University Hanover کے پروفیسر Schultz اور ان کے ساتھ Dr. Hazem نے عملی تجربہ سے یہ ثابت کیا کہ اسلامی طریقۂ ذبح انتہائی رحمدلانہ ہے کیونکہ اس میں جانور کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مغربی ممالک میں کثرت سے رائج طریقۂ کار جو کہ Captw Bolf Stuning کہلاتا ہے اس میں جانور کو بہت زیادہ اذیت ہوتی ہے۔

اسٹننگ

جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے بے ہوش کرنے کا عمل سٹننگ کہلاتا ہے۔ اس حوالے سے وہاں ایک تجربہ کیا گیا' یہ تجربہ 10 بچھڑوں اور 17 بھیڑوں پر کیا گیا اس کی تفصیلات کچھ یوں ہیں۔ 1- سب سے پہلے تمام جانوروں کی کھوپڑیوں میں سرجری کر کے Electrodes اس طرح لگائے گئے کہ یہ دماغ کی سطح کو چھو رہے ہوں۔ 2- اس کے بعد جانوروں کو روبہ صحت ہونے کے لئے

کئی ہفتوں تک چھوڑ دیا گیا۔ 3۔ اگلے مرحلے میں کچھ جانوروں کو تیز دھار چھُری کے ذریعے شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا اور کچھ جانوروں کو کیپٹو بولٹ پسٹل کے ذریعے سٹن کر دیا گیا۔

تحفظ نسواں

معاشرے کی اصلاح اور اس کو صراط مستقیم پر رکھنے میں عورت کے زریں کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ معاشرے کی بہتری کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے علماء، صلحاء، بزرگان دین، سربراہان مملکت، شجاعت وبسالت میں نمایاں کردار ادا کرنے والے سب نے ہی کسی باکمال خاتون کے بطن سے جنم لیا ہے۔ والدہ کی آغوش ان کی پہلی درس گاہ اور پہلی معلمہ تھی۔ باکمالوں کے تمام تر کمالات کا سہرا ان کی پہلی درسگاہ کی طرف جاتا ہے۔ جہاں انہوں نے الف ابجد سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور پھر معاشرے کو علمی اخلاقی اور دینی انوارات سے منور کر دیا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی اہمیت کے پیش نظر ارشاد فرمادیا کہ "دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک عورت ہے۔ اسی کی نیکی سے دنیا نیک بنتی ہے۔ لیکن اہل مغرب اور یورپ کی طرف سے اہل اسلام پر مسلسل تنقید سامنے آرہی ہے کہ اسلام عورتوں کو ان کے حقیقی اہمیت دینے سے قاصر ہے۔ اس پس منظر میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ عورتوں کے بارے میں اسلام کے حقیقی تصور کو دنیا کے سامنے لایا جائے۔ اور یہ بتایا جائے کہ اسلام عورتوں کو ان کے تمام جائز حقوق مہیا کرتا ہے اور اسلام اس سلسلے میں دیگر مذاہب کی نسبت عورتوں کی اصلاح اور ان کے معاشرے میں اہم کردار کے لئے ممتاز تعلیمات رکھتا ہے۔ اہل مغرب نے جہاں اور بہت سے محاذ کھولے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ ناکافی ہیں اور جس طرح مغربی ذرائع ابلاغ سے اس کی عکاسی کی جارہی ہے اس سے سادہ لوح مسلمان اب تذبذب کا شکار ہیں کہ کیا واقعی حقیقت حال یہ ہیں؟ اور ان مہیب طاقتوں کے پروپیگنڈے نے بہت برے اثرات مس مسلمانوں کے دل ودماغ پر چھوڑے ہیں اور مغربی تہذیب اور اس کی ظاہری رعنائیوں سے متاثر ہو کر اور ان کے طور طریقے کو اپنا کر امت مسلمہ گمراہی کے دلدل میں پھنستی جارہی ہے مسلمانوں کا خاندانی نظام جو کہ ان کی تہذیب وتمدن کا طرہ امتیاز تھا اس پر سیاہ بادل چھا رہے ہیں اس لئے راقم الحروف نے خواتین کے بارے میں حتی المقدور اسلامی نظریہ اور تحفظ نسواں کو اس تحریر میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ شاذونادر ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو گا جس میں عورت کے مسئلے کی طرح خیالات، نظریات اور رائے کا اختلاف پایا جاتا ہو۔ یہ عورت کا ہی معاملہ ہے جس میں گذرتے وقت ساتھ ساتھ فلسفیوں، دانشوروں، اور اصلاح کی دعوت دینے والوں کے متعدد اور مختلف نظریات اور قوانین وجود میں آتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ یہ تعدد، بنیادی اور اصولی اختلاف کے ایک ایسے مقام تک جا پہنچا جہاں کسی بھی میل ملاپ یا اتفاق رائے کا ہر امکان معدوم ہو جاتا ہے۔ اس اختلافِ رائے نے ایسے بہت سے لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچی کہ جن کے لئے صحیح اجتہاد کی راہ تک پہچانے والے معرفت اور استطاعت جیسے ساز گار حالات کبھی مہیا ہی نہ ہو سکے (خاص کر اس مسئلے جیسے نازک اور حساس مسئلے میں)۔ لہذا ان لوگوں نے بڑے جوش وخروش سے اس مسئلے میں حصہ لیا اور صفحے کے صفحے سیاہ کئے اور ایسے ایسے مضامین لکھے جن میں ایک حقیقت کی جستجو کرنے والے قاری کو بہت غور وغوض کرنے کے بعد بھی ادھوری حقیقتوں سے ماخوذ چند جاہلانہ اقوال ونظریات کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

تاہم اس سلسلے میں منظر عام پر آنے والی تصانیف کی کثرت اور اختلاف رائے پر تعجب کا اظہار بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ (عورت کا مسئلہ) بہر حال نصف بشریت سے متعلق ہے یعنی ماضی، حال اور مستقبل میں انسانی تعمیر و ترقی کی نصف حصہ دار حصہ دار سے متعلق ہے بلکہ تحقیق کرے وقت تو یہ نصف سے بھی زیادہ کی حقدار قرار دی جاتی ہے، کیونکہ عورت کے حالات، مثبت اور منفی بہر صورت انسانی تہذیب و ترقی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس معاشرے میں عورت تنہا نہیں رہتی بلکہ وہ اپنے بیٹوں کے لئے ایک ماں، اپنے باپ کے لئے ایک بیٹی، اپنے بھائیوں کے لئے ایک بہن، اور اپنے شوہر کے لئے ایک بیوی ہوتی ہے جو ان سب کو متاثر کرتی بھی ہے اور ان سب سے متاثر ہوتی بھی ہے۔ لہذا وقت تحقیق عورت کا معاملہ پوری بشریت کا معاملہ بن جاتا ہے۔ اس معاملے میں مختلف طرز فکر رکھنے والے اس بات پر بہر حال اتفاق کرتے ہیں کہ معاشرے کی ترقی عورت کی ترقی سے جڑی ہے کیونکہ عورت انسانی تہذیب و تمدن میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر عورت کے حالات تنزل یا ناکامی سے دوچار ہو جائیں تو اس کا لازمی نتیجہ پورے معاشرے کی ناکامی اور زوال کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ لہذا کوئی بھی مفکر یا دانشور معاشرے میں عورت کے مقام اور حالات کا جائزہ لئے بغیر انسانی آزادی، انسانیت اور انصاف اور مضبوط اور متحد معاشرہ کا تصور پیش نہیں کر سکتا۔ اس حقیقت پر تو مختلف نظریات کے قائل دانشور مفکرین بھی اتفاق کرتے ہیں۔ معاشرے میں عورت کا مقام اور اس کے حالات کیا واقعی ترقی، انصاف، قوت اور حقیقی آزادی کے آیئنہ دار ہیں یا حقیقت اس سے مختلف ہے۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو ہر ایک پیمانہ اور کسوٹی مختلف ہے۔ جب چیزوں کو ایک مکتب فکر ترقی ، انصاف اور حقیقی آزادی کا نام دیتا ہے وہی چیزیں دوسرے مکتبہ فکر کے سامنے تنزل، ظلم اور ادوار جہالت کے ظلمت کدوں کی طرف واپسی قرار پاتی ہے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت عورت کی جسمانی پاکیزگی اور آبرو کے معاملے میں اختلافِ رائے ہے ۔ کچھ مکاتب فکر کے نزدیک یہ معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کہ وہی لڑکی پاکیزہ اور کنواری قرار دی جائے جس کی شادی نہ ہو ئی ہو، اور یہ معاملہ ان کے نزدیک زندگی اور موت کا معاملہ ہوتا ہے۔ جبکہ کچھ دوسرے مکاتب فکر اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں کرتے اور اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک ایک کنواری لڑکی کو اس شادی شدہ تجربہ کار عورت کے مقابلے میں جو بغیر کسی شرعی تعلق اور نکاح کے ہی مردوں کے ساتھ وقت گذار چکی ہو، کم قیمت اور معمولی گردانا جاتا ہے۔ بقول ان کے کہ تجربہ کی بھی اپنی ایک قیمت اور اہمیت ہوتی ہے۔ انتہادرجے کے اس اختلاف پر غور وخوض کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس اختلافِ رائے کی بنیادی وجہ عقیدے کا اختلاف ہے۔ وہ عقیدہ جس میں ہر صاحب فکر کا ایمان باللہ اور اس کی باریکیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں اور جس کی روشنی میں وہ زندگی، موت اور اسرارِ کائنات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہذا جا عقیدے کی رو سے حق تعالیٰ کے نازل کردہ نصوص پر ایمان رکھتا ہے وہ قطعی طور پر اس شخص سے مختلف ہوتا ہے جو کسی خدا کو مانتا ہی نہیں یا پھر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خدا مانتا ہے۔

عورت نصف انسانیت اور نصف حیات ہے، مرد کی رفیقہ اور گھر کی نگہبان ہے وہ مرد کے ہمدوش بھی ہے اور مرد کی ماتحت بھی، عورت شبنم کے ساتھ شعلہ بھی ہے اور آہن کے ساتھ آبگینہ بھی، عورت وہ صنوبر ہے جو باغ میں بھی آزاد ہے اور پابہ گل بھی، عورت کے فطری اور معتدل مقام و مرتبہ کا یہی وہ باریک نکتہ ہے جس کے سمجھنے میں بار بار غلطیاں ہوئیں ہیں اور ہزار بار حکیموں کے سلجھانے کے باوجود مسئلہ زن وہیں کا وہیں رہا، اسلام نے اس نکتہ کو خوب واضح کر دیا ہے۔ حدیث نبوی کے الفاظ "النساء شقائق الرجال" اور قرآن کے الفاظ "الرجال قوامون علی النساء" کے دو جملوں میں مسئلہ زن حل ہو کر

سامنے آگیا ہے۔ انہی دو اصولوں کی بنیاد پر عورت کا جوہر نسایئت باقی رہتا ہے، اس کا وجود تصویر کائنات میں رنگ بھرتا اور اس کا ساز زندگی میں سوز و دروں پیدا کرنے لگتا ہے اور انہی دو اصولوں کی تشریح میں مسئلہ زن پورا کتب خآنہ قائم ہو چکا ہے۔

عورت قرآن میں

قرآن میں انسان کی کامیابی کے لئے جو تعلیمات آئی ہیں وہ مرد اور عورت دونوں کے لئے ہیں۔ بظاہر اگرچہ ایسا ہے کہ بیشتر آیتیں مذکر کے صیغہ میں ہیں یعنی بظاہر ان کا خطاب مرد سے ہے مگر یہ ایک لفظی اسلوب کی بات ہے ورنہ تغلیبا قرآن کی تعلیمات دونوں صنفوں سے اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے تعلق رکھتی ہیں۔ کوئی حکم بظاہر گرامر کے لحاظ سے مرد کو خطاب کرتا ہو تب بھی اپنے توسیعی مفہوم کے اعتبار سے یہ مانا جائے گا کہ اس کا خطاب مرد اور عورت دونوں سے ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ "کیا وہ شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندگی دی اور ہم نے اس کو روشنی دی کہ اس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہے، اس سے وہ نکلنے والا نہیں۔ اس طرح منکروں کی نظر میں ان کے اعمال خوشنما بنادئے گئے ہیں۔[20] اس طرح کی بہت سی آیتیں قرآن میں ہیں جن میں قرآن کے مطلوب عقائد اور مطلوب اعمال کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں بظاہر مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر یہ تمام آیتیں عورتوں سے بھی اسی طرح متعلق ہیں جس طرح وہ مردوں سے متعلق ہیں۔ قرآن میں بار بار عورت کا ذکر آیا ہے، کبھی ایک پہلو سے اور کبھی دوسرے پہلو سے۔ کبھی حیاتیاتی شخصیت کے اعتبار سے اور کبھی اجتماعی زندگی کے ایک رکن کی حیثیت سے۔ قرآن کی ان آیتوں کو ترتیب وار لے کر یہاں درج کیا جارہا ہے۔ ان آیتوں کے مطالعے سے عورتوں کے بارے میں وہ بنیادی تصور واضح طور پر اور مستند طور پر سامنے آجاتی ہے جو اسلامی نظریہ ءحیات کے مطابق عورت کی تصویر ہے۔

قرآن میں عورت کا پہلا ذکر آدم اور ان کی بیوی کے حوالہ سے آیا ہے

"اور ہم نے (تخلیق کے بعد) کہا کہ اے آدم، تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور اس میں سے کھائو فراغت کے ساتھ ، جہاں سے چاہوٗ، اور اس درخت کے نزدیک نہیں جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جائو گے، پھر شیطان نے اس درخت کے ذریعہ دونوں کو لغزش میں مبتلا کر دیا اور ان کو اس سے نکال دیا جس میں وہ تھے، اور ہم نے کہا، تم سب اترو یہاں سے۔ تم ایک دوسرے کی دشمن ہو گئے اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور کام چلانا ہے ایک مدت تک، پھر آدم نے سیکھ لئے اس پر چند بول تو اللہ اس پر متوجہ ہوا، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ہم کہا تم سب یہاں سے اترو۔ پھر جب آئے تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے نہ کوئی ڈر ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ انکار کریں گے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایئں گے تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ "[21] موجودہ زندگی میں ہر مرد اور عورت اسی خدائی لسٹ پر ہیں۔ یہ ٹسٹ نسل در نسل تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد سارے انسان اپنے کارنامہ ءحیات کے مطابق دو گروہوں میں بانٹ دئے جائینگے۔ کامیاب گروہ کو دوبارہ جنت میں ابدی داخلہ ملے گا اور ناکام گروہ کو جہنم کے کائناتی کوڑاخانہ میں ڈال دیا جائے گا۔

خلاصہ بحث

اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے حلال و حرام معاملات اور اشیائے خورونوش کو مفصل بیان کر دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے لئے ایسے گوشت کو حلال قرار دیا ہے جسے اسلامی تقاضوں کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اور وہ گوشت بھی ایسے جانور کا ہو جسے کھانا شریعتِ مطہرہ حلال رکھتی ہے۔ یہ صرف دین اسلام ہی کا وصف ہے۔

References

[1] Al-Mā'ida 5:27.
[2] Al-Hajj 22:9.
[3] Alāw Dīn 'Alī, *Tafsīr Khāzīn* (Beirūt: Dār al-Kitāb al-Ulamiyyah), 3:309.
[4] Al-Kūsar 30:2.
[5] Imām Abū Abdullah Muhammad, *Sunan Ibn Mājah*, 2:1045.
[6] Al-An'ām 6:121.
[7] Al-An'ām 6:118.
[8] Imām Muslim, *Sharaḥ Saḥīḥ Muslim*, 2:145.
[9] Al-An'ām 6:146.
[10] Al-Mā'ida 5:103.
[11] Muhammad Ibn Ismā'īl, *Saḥīḥ Bukhārī*, Ḥadīth no: 3541.
[12] Imam Abū Abdullah, *Tafsīr al-Qurṭubī*, 6:335
[13] Al-An'ām 6:145.
[14] Muhammad Bin Ismā'īl, *Saḥīḥ Bukhārī*, Ḥadīth no: 3521.
[15] Abū Abdullah, *Tafsīr al-Qurṭubī*, 6:121.
[16] Abdullah Abd al-Raḥīm, *Al-Zabaih fī Shariah al-'Islamiyya* al-Ḥāḍī.
[17] Mufti Nizām Dīn Rizvī, *The Order of Machine Slaughter in the Light of Araba Religions*
[18] Mirzā Bashīr al-Dīn Mahmood, *Tafsīr-e-Kabeer*, 3:253.
[19] Al-Baqarah 2:29.
[20] Al-An'aam 6:312.
[21] Al-Baqra 2:35-39.